جامعات میں ہم نصابی سر گرمیاں–اسوہ رسول ﷺ اور عصری تقاضے

ڈاکٹر محمد ریاض محمود*

ڈاکٹر فرحت جبین*

Universities are the centers of training for intellectual development and leadership. They have not only to struggle in the ideological fields but they have also to strive in the educational and physical spheres of life to achieve multi-dimensional objectives. That is why, the co-curricular activities are also arranged especially with the curricular work in these learning hubs. It is highly necessary to keep the ideological aspects in mind while arranging such activities at these places .If these activities are organized in the western prospective,they will build up pro-western individuals and if contrary to it they are planned in the Islamic background, they will,definitely, promote Islamic values, culture and civilization.As being the religion of nature,Islam has not only permitted such activities but it has also presented the practical example of the Holy Prophet (PBUH)in this direction .It is the dire need of the hour to devise a practicable and comprehensive program of co-curricular activities in universities which must exhibit the glorious past of the Muslims in the field of sports and games due to the Holy Prophet's deep love for such physical activities at all the levels. The following research article has been written to explain and interpret the Muslim values and traditions related to co-curricular field in the higher educational institutions and how to harmonize the prevalent physical activities with the true spirit of Islam.

Keywords: Co-curricular Activities , Holy Prophet (PBUH), Islam, Universities.

ا۔ موضوعِ تحقیق کا تعارف

سماج میں جامعات کی حیثیت ایسے انقلابی اداروں کی سی ہے جہاں فہم و فراست، فکر و فن، اخلاق و کردار اور صنعت و حرفت کی نہ صرف تخلیق و افزائش ہوتی ہے بلکہ ان عناصر میں ترمیم و اصلاح کا فریضہ بھی یہیں انجام پاتا ہے۔ یوں ان عظیم دانش کدوں کی خدمات کا دائرہ علمی، ذہنی، جسمانی، سیاسی اور انتظامی حدود سے باہر نکل کر کہیں آگے تک وسیع ہو جاتا ہے۔ کثیر الجہات مقاصد کی تکمیل کے پیشِ نظر ان اداروں کو محض نظریاتی محاذ پر ہی جدو جہد نہیں کرنا پڑتی بلکہ عملی و جسمانی تربیت کے میدان میں بھی تحرک و توانائی کا مظاہرہ کرنا ہوتا ہے۔ تعلیم و تربیت کے اس وسیع تصور کے زیرِ اثر درسی و نصابی مضامین کی تدریس کے ساتھ ساتھ ہم نصابی سر گرمیوں کی تنظیم و ترویج کا بھی خاطر خواہ اہتمام

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف گجرات، گجرات

* صدر شعبہ اسلامیات، این سی بی اے، گجرات۔

کیا جاتا ہے۔ ہم نصابی سر گرمیوں سے مراد درسگاہ کے شعوری انداز میں اختیار کئے گئے وہ انتظامات ہیں جو بظاہر نصابِ تعلیم میں شامل نہیں ہیں مگر ان کے بغیر تعلیم و تدریس کا عمل نامکمل اور غیر مؤثر ہو کر رہ جاتا ہے۔ دورِ جدید میں تعلیمی سیر، مباحثے، تقاریر، بزمِ ادب، مقابلہ ٔقرأت و نعت، مشاعرے، مقابلہ ٔ مضمون نویسی، کھیل اور طلبہ یونین میں شرکت ان سر گرمیوں کی اہم مثالیں ہیں۔ یہ غیر رسمی سر گرمیاں کمرۂ جماعت اور وقت کی قید سے آزاد ہوتی ہیں۔ ان کی بدولت طلبہ کی ہمہ پہلو نشوونما ہوتی ہے، معاشرتی جرائم خصوصاً منشیات اور بے راہ روی کا سدِّباب ہوتا ہے، صحت مند مقابلے کی فضا پروان چڑھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جدید نظام ہائے تعلیم میں ان سر گرمیوں کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ دراصل یہ سر گرمیاں درس گاہ کے ماحول اور طلبہ کی تربیت کا رُخ متعین کرنے میں معاون ہوتی ہیں۔ تجربات نے یہ بات ثابت کی ہے کہ یہ سر گرمیاں شخصیت کی تعمیر و ترقی اور انسانی صلاحیتوں کی نشوونما میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ یہاں یہ نظریاتی پہلو پیشِ نظر رہنا بہت ضروری ہے کہ اگر یہ سر گرمیاں مغربی فکر و تہذیب کے تناظر میں تشکیل پائیں گی تو ایسی شخصیت کو پروان چڑھائیں گی جو مغرب زدہ ہو اور مغربی طرزِ حیات کے فروغ کے لئے متحرک ہونے میں کوئی جھجک محسوس نہ کرتی ہو۔ اس کے برعکس اگر ان سر گرمیوں کی تنظیم و تشکیل میں اسلامی اصولوں کو ملحوظِ خاطر رکھا جائے گا تو یقیناً ان کی بدولت اسلامی تہذیب و تمدّن کو بقاواستحکام نصیب ہو گا۔ دینِ فطرت ہونے کی حیثیت سے اسلام نے ان سر گرمیوں کی نہ صرف یہ کہ اجازت دی ہے بلکہ ان کو فروغ دینے کے لئے رسول اللہ ؐ کا قابل اتباع 'اُسوہ' بھی پیش کیا ہے۔ رسول اللہ ؐ نے گھڑ دوڑ، اونٹ دوڑ، تیر اندازی، دوڑ، کُشتی، شکار، تیراکی اور علمی مذاکروں کی خوبصورت مثالیں پیش کی ہیں۔ ہم نصابی سر گرمیوں سے پیغمبر اسلام ؐ کی غیر معمولی دلچسپی کے پیش نظر پاکستانی جامعات میں ایسا جامع و منظم پروگرام وضع کرنے کی ضرورت ہے جو کھیل، تفریح اور ورزش کے حوالے سے مسلمانوں کے شاندار ماضی کا عکاس ہو۔ نوجوان نسل کی اصلاح و ترقی پر مبنی اسی سماجی شعور کی تفہیم و تشریح اور مختلف طبقات میں اس کی ترسیل و ترویج کے لئے زیرِ نظر تحقیقی مضمون تحریر کیا گیا ہے۔ مقالہ ہذا کو چار اجزاء میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے جزو میں موضوعِ تحقیق کا تعارف، اہمیت اور پس منظر واضح کیا گیا ہے۔ نیز مقالہ ہذا کی داخلی تقسیم واضح کی گئی ہے۔ دوسرے جُزو میں جامعات کے اندر ہم نصابی سر گرمیوں کی اہمیت اور اس ضمن میں اسوہ رسول ﷺ پر بحث کی گئی ہے۔ تیسرے جُزو میں سفارشات پیش کی گئی ہیں جبکہ چوتھے جزُو میں خلاصہ ءبحث تحریر کیا گیا ہے۔

۲۔جامعات میں ہم نصابی سرگرمیاں اور اسوہ رسول ﷺ:

جامعات میں ہم نصابی سرگرمیوں کا بنیادی مقصد آئندہ نسلوں کے کرداراور شخصیت کی اس طرح تشکیل و تعمیر کرنا ہے کہ زندگی کے انفرادی واجتماعی دائروں میں وہ مفید و مناسب اور ذمہ دارانہ کارکردگی کا مظاہرہ کرسکیں۔ یہ سرگرمیاں نوجوانوں میں لیڈرشپ اور ٹیم سپرٹ پیدا کرتی ہیں۔ (۱) یہ تعلیم و تعلم کے مروجہ نصاب کی تکمیل اوراس ضمن میں مقرر کئے گئے اہداف ومقاصد کے حصول کا ایک موثر ذریعہ ہیں، یہی وجہ ہے کہ یہ مثبت نتائج کے حامل اعمال کے لئے تحریک وترغیب فراہم کرتی ہیں۔ صحت کو برقرار رکھتی ہیں، مقابلے کی فضا پیدا کر کے انسانی طاقت کو مثبت رُخ دیتی ہیں، کھیل کے میدانوں کو آباد کرتی ہیں اورانسانوں کو لاحق ہونے والی امراض میں واضح کمی لا کر ہسپتالوں کو عملاً ویران کر دیتی ہیں۔ (۲) امر مسلمہ ہے کہ تعلیم محض درسی کتب یا تدریسی نظام کے ذریعے ہی حاصل نہیں کی جاتی ،بلکہ اس کے حصول کے ذرائع کثیر التعداد اور مختلف الجہات ہیں۔ ہر وہ نظریہ، فکر اورانداز واسلوب، جو نئی نسل کو سُدھارنے، سنوارنے اور عصرِ جدید کے چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے قابل کر دے، تعلیمی موضوع قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس پس منظر میں دوڑ لگانا، اُچھلنا کُودنا، کھیلیں کھیلنا، کوئی ہُنر حاصل کرنا، کسی ذوق کی تربیت پانا، اعلیٰ اخلاق وعادات اختیار کرنا، سکاؤٹنگ اور گرل گائیڈ کی تربیت پانا، کُشتی کرنا اور تیراکی میں مہارت حاصل کرنا ایسے تعلیمی موضوعات ہیں جن کو کوئی بھی فکری حلقہ اور کوئی بھی تعلیمی نظام نظرانداز نہیں کر سکتا۔ (۳) کیونکہ تعلیم کے وسیع تر مفہوم میں یہ تمام سرگرمیاں علم ودانش کی مدد ومعاون ہیں، ان کی بدولت آپس کا میل جول بڑھتا ہے، خود اعتمادی پیدا ہوتی ہے اورایسا سماجی تعلق جنم لیتا ہے جس سے افراد کو اپنے مسائل حل کرنے میں مدد ملتی ہے۔ یہ سرگرمیاں قوتِ تخیل میں وسعت واستحکام پیدا کرتی ہیں اور نظم وضبط کی بہترین تربیت فراہم کرتی ہیں۔ (۴) اسلام اور نظریہ پاکستان کے تحفظ کا تقاضا ہے کہ جامعات میں ان سرگرمیوں کو نہ صرف یہ کہ رواج دیا جائے بلکہ ان کے انعقاد کے ضمن میں مذہبی، سماجی، طبعی اوراخلاقی پہلوؤں کا لحاظ رکھا جائے۔

اسلام تعلیم وتربیت کا داعی ہے اور نسلِ انسانی کی ذہنی ونفسیاتی اور جذباتی نشوونما کا زبردست حامی ہے۔ یہ جسمانی صحت کو یقینی بنانے والی مختلف سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے تاکہ نوجوانوں میں چستی اور تنومندی قائم رہے۔ اسلام کا نظامِ عبادت افرادِ معاشرہ کو متحرک وفعال رکھنے میں اہم کردارادا کرتا ہے۔ نماز، روزہ اورحج حصولِ تقویٰ کے اہم ذرائع ہی نہیں بلکہ یہ تمام اقدامات انسانی جسم

کے لئے مفید بھی ہیں۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر عبادات جسمانی ورزش کی ہی مختلف قسمیں ہیں، نماز کے دوران جسمانی حرکات سے ایسی ورزش ہوتی ہے جس سے تمام اعضائے جسمانی حرکت کرتے ہیں نتیجتاً عضلات میں لچک اور طاقت پیدا ہوتی ہے اور جسم کا مدافعتی نظام مضبوط ہوتا ہے۔ روزہ صحت کی حفاظت کے ضمن میں ایسا اہم کردار ادا کرتا ہے کہ جس کا براہ راست مفید اثر معدہ اور نظام ہضم پر پڑتا ہے۔ حج سالانہ بنیاد پر اختیار کی جانے والی ایسی منظم جسمانی سرگرمی اور ورزش ہے جس کا ہدف ساری مسلم اُمّہ ہوتی ہے۔ کعبۃ اللہ کا طواف، صفا و مروہ کی سعی، وقوف عرفہ، مزدلفہ اور منیٰ کی طرف روانگی، یہ سب ایسی مفید ورزشیں ہیں جن سے انسانی جسم صحت، طاقت اور لطافت و فرحت محسوس کرتا ہے۔ اسی طرح اسلام کا نظام معاشرت بھی ورزشی سرگرمیوں کو فروغ دیتا ہے۔ ضرورت مندوں کے کام آنا، بیماروں کی عیادت کے لئے جانا، جنازوں میں شرکت کرنا نیز جمعہ و عیدین کی نمازوں میں شرکت کے لئے جانا عبادت بھی ہے، حُسنِ معاشرت بھی ہے اور جسمانی ورزش بھی۔ اسلام نے صحت کی حفاظت پر کتنا زور دیا ہے، اس کا اندازہ پیغمبرِ اسلامؐ کے اس فرمان سے ہوتا ہے کہ دو نعمتیں ایسی ہیں جن کے معاملے میں انسان بہت غفلت کا شکار ہوتا ہے، ان میں سے ایک صحت ہے اور دوسری فراغت۔(۵) لمحاتِ فراغت کے درست استعمال اور ذہنی و جسمانی صحت کے حصول کے لئے حضورؐ نے ہم نصابی سرگرمیوں میں نہ صرف یہ کہ خود حصہ لیا بلکہ اپنے اصحاب کو بھی ان میں فعال کردار ادا کرنے کی ترغیب دی۔ ذیل کی سطور میں ان سرگرمیوں سے متعلق حضورؐ کے اسوہ حسنہ کا مختصر خاکہ پیش کیا جاتا ہے۔

۱۔ دوڑ لگانا: اپنی طاقت، صلاحیت اور توانائی کے مطابق پیدل دوڑنا ورزش کا ایک بہترین طریقہ ہے۔ یہ آسان بھی ہے اور کم خرچ بھی۔ اس مشق کے مثبت اثرات سارے جسم پر یکساں طور محسوس ہوتے ہیں۔(۶) زمانہ قدیم سے ہی انسانوں کو دوڑ سے دلچسپی رہی ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿قَالُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا﴾(۷)

''حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے اپنے والد سے کہا کہ ہم دوڑ لگانے چلے گئے اور یوسفؑ کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ گئے۔''

رسول اللہ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یاد سے تعلق نہ رکھنے والی ہر چیز لہو ولعب ہے، سوائے چار چیزوں کے، یعنی آدمی کا اپنی بیوی کے ساتھ کھیلنا، اپنے گھوڑے سُدھانا، دونشانوں کے درمیان پیدل دوڑنا اور تیر اکی سیکھنا سکھانا۔[۸] یہی وجہ ہے کہ حضورؐ نے بھی اس معروف جسمانی ورزش یعنی پیدل دوڑ کو پسند فرمایا۔ حضرت عائشہؓ کی حضورؐ سے اتنی بے تکلفی تھی کہ بعض اوقات دونوں ایک دوسرے کے مقابلے میں تیز چلا کرتے۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ نبی محترمؐ کے ساتھ سفر میں شریک تھیں، باقی لوگ جب کچھ آگے نکل گئے تو آپؐ نے حضرت عائشہؓ سے دوڑ لگائی، حضرت عائشہؓ اس دوڑ میں آگے نکل گئیں، ایک اور موقع پر حضورؐ نے ان کے ساتھ پھر دوڑ لگائی تو اس مرتبہ حضورؐ آگے نکل گئے۔ حضورؐ نے خوش طبعی سے فرمایا کہ یہ اس دن کا بدلہ ہے جس دن تم مجھ سے آگے نکل گئی تھیں۔[۹]

دوڑ سے متعلق حضورؐ کی سرگرمیوں کا ہی اثر تھا کہ صحابہ کرامؓ نے بھی اس ضمن میں بڑی دلچسپی کا مظاہرہ کیا۔ وہ عام طور پر دوڑ لگایا کرتے تھے، ان کے درمیان پیدل دوڑ کے مقابلے ہوا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ اور زبیر بن العوامؓ میں دوڑ کا مقابلہ ہوا۔ حضرت زبیرؓ آگے نکل گئے تو فرمایا کہ رب کعبہ کی قسم میں جیت گیا۔ پھر کچھ عرصہ بعد دوبارہ دوڑ کا مقابلہ ہوا تو حضرت عمر فاروقؓ آگے نکل گئے انہوں نے وہی جملہ دہرایا یعنی رب کعبہ کی قسم میں جیت گیا۔[۱۰] بعض اصحاب رسولؐ کو دوڑ لگانے میں بڑا ملکہ حاصل تھا۔ ان میں حضرت سلمہ بن الاکوعؓ کا نام بڑا اہم ہے۔ وہ روایت کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں تھے، ہمارے ساتھ ایک انصاری نوجوان بھی تھا جو پیدل دوڑ میں کبھی کسی سے مات نہ کھاتا تھا، وہ راستہ میں کہنے لگا، ہے کوئی؟ جو مدینہ تک مجھ سے دوڑ میں مقابلہ کرے، ہے کوئی دوڑ لگانے والا؟ سب نے اس سے کہا کہ نہ تو تم کسی شریف آدمی کی عزت کرتے ہو نہ ہی کسی شریف آدمی سے ڈرتے ہو۔ وہ پلٹ کر کہنے لگا، ہاں ! رسول اللہؐ کے علاوہ مجھے کسی کی پرواہ نہیں۔ میں نے یہ معاملہ رسول اللہؐ کی خدمت میں رکھتے ہوئے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان، یارسول اللہؐ! مجھے اجازت دیجیے کہ میں ان سے دوڑ لگالوں۔ آپؐ نے فرمایا، ٹھیک ہے، اگر تم چاہو تو ایسا کرلو، چنانچہ میں نے ان سے مدینہ تک دوڑ لگائی اور جیت گیا۔[۱۱]

۲. گھڑ دوڑ: گھوڑے پالنا اور ان کو دوڑ لگوانے کے لئے تیار کرنا عربوں کی قدیم روایت تھی، حضورؐ کے مدنی عہد نبوت میں گھڑ دوڑ کے مقابلوں کے واقعات کو محدثین اور سیرت نگاروں نے کثرت سے بیان

کیاہے، محدثین نے تو اس موضوع پر الگ سے ابواب رقم کئے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کی ایک روایت کے مطابق گھوڑے دو قسم کے ہوتے تھے، یعنی تربیت یافتہ اور غیر تربیت یافتہ۔ رسول اللہؐ دونوں قسم کے گھوڑوں کی دوڑ لگوایا کرتے تھے۔ تربیت یافتہ گھوڑے چھ سات میل جب کہ غیر تربیت یافتہ گھوڑے ایک میل دوڑ لگایا کرتے تھے۔ (۱۲)ابن سعدؒ نے ایک ایسی گھڑ دوڑ کا ذکر کیا ہے جس میں حضورؐ کا گھوڑا "سبحہ " اول آیا اور اس پر آپؐ بڑے خوش دکھائی دیئے۔ (۱۳)ڈاکٹر حمید اللہؒ نے لکھا ہے کہ حضورؐ پانچ اول آنے والے گھوڑوں کے مالکان کو انعام دیا کرتے تھے۔ کبھی انعام میں کھجوریں ملتیں اور کبھی کسی اور چیز کا انتخاب کیا جاتا۔(۱۴)

۳. اونٹ دوڑ: عرب معاشرت میں اونٹ کا استعمال عام تھا۔ لوگ اونٹ پر سفر کیا کرتے، مال برداری کے لئے اسے استعمال کیا کرتے، اس کا دودھ پیتے، گوشت کھاتے اور اس کی قربانیاں دیا کرتے۔
حضورؐ کو بھی اونٹ اور اونٹنیاں پالنے کا گہرا شغف تھا، آپؐ اونٹ دوڑ کو پسند فرمایا کرتے تھے۔ آپؐ نے ایک اونٹنی پال رکھی تھی جس کا نام ''عضباء'' تھا۔ وہ اونٹ دوڑ کے مقابلوں میں اکثر اول آیا کرتی تھی۔ ایک دفعہ ایک اعرابی اپنے اونٹ پر آیا اور اس نے ''عضباء'' سے دوڑ لگائی۔ اعرابی مقابلہ جیت گیا۔ ''عضباء'' کی شکست صحابہؓ پر گراں گزری اور وہ بڑے پژمردہ ہوئے۔ آپؐ نے صحابہؓ میں سپورٹس مین اسپرٹ پیدا کرنے کے لئے فرمایا کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی مرضی و منشاء سے ہوا ہے، جو چیز بلند ہوتی ہے اسے سرنگوں بھی ہونا پڑتا ہے۔ (۱۵) دراصل حضورؐ کے ہاں کھیل ایک اہم ذریعہ تھا تعلیم و تربیت کا۔ کھیل میں فتح اور شکست، دونوں ہی سبق آموز ہوتے ہیں۔ (۱۶)حضورؐ کی سیرت سے ہمیں یہی پیغام ملتا ہے کہ فرد کو بہر صورت صبر، شکر، احسان، برداشت، تحمل اور توکل کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔

۴. تیر اندازی: تیر اندازی عربوں کا محبوب مشغلہ تھا، ایام جنگ میں اس فن کی اہمیت بہت بڑھ جاتی تھی۔ حضورؐ نے اسے بہترین کھیل قرار دیا۔(۱۷)
اور اپنے اصحابؓ کو تاکید کی کہ اپنی اولاد کو تیراکی، تیر اندازی اور گھڑ سواری سکھاؤ۔ (۱۸)ایک دفعہ حضورؐ بازار سے گزر رہے تھے، آپؐ نے دیکھا کہ کچھ لوگ تیر اندازی کا مقابلہ کر رہے ہیں، آپؐ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا کہ اے اولاد اسمٰعیل ! تیر چلاؤ، یقیناً تمھارا باپ تیر انداز تھا۔ بعد ازاں آپؐ خود مقابلے میں شریک ہو گئے اور کہا کہ میں فلاں گروہ کے ساتھ ہوں۔ دوسرے گروہ نے دیکھا تو وہ

مقابلے سے رُک گیا۔ آپؐ نے پوچھا کہ رُک کیوں گئے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ جس گروہ کے ساتھ آپؐ ہوں ہم اس کا مقابلہ کیسے کر سکتے ہیں؟ اس پر آپؐ نے فرمایا کہ مقابلہ جاری رکھو میں تم دونوں کے ساتھ ہوں۔(۱۹)

تیر اندازی سے حضورؐ کی خصوصی دلچسپی کا اندازہ اس روایت سے ہوتا ہے جس کے مطابق عقبہ بن عامرؓ نے آپؐ کو قرآنی آیت: ﴿"وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ"﴾(۲۰) تلاوت کرتے ہوئے سنا اور حضورؐ بار بار وضاحت کر رہے تھے کہ یہاں " قوۃ " سے مراد تیر اندازی ہے۔(۲۱) اسی پس منظر میں اس روایت کو بھی سمجھنے کی ضرورت ہے جس کے مطابق حضورؐ نے فرمایا کہ جو تیر اندازی سیکھ کر چھوڑ دے وہ ہم میں سے نہیں۔(۲۲) عہد رسالت کی وہ منظر کشائی جو ان روایات کے مطالعہ کے نتیجہ میں ہمارے سامنے آتی ہے اس کا تقاضا ہے کہ ہم بھی مفید و مستحسن جسمانی سرگرمیوں کو اختیار کریں۔

۵. کُشتی: کُشتی زمانہ قدیم سے ہی ایک معروف کھیل ہے، عربوں نے اس ضمن میں بڑی شہرت پائی ہے۔ انسانی صحت کی حفاظت اور جسم کی نشوونما میں اس فن کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔(۲۳) حضورؐ نے کُشتی میں مہارت کا کئی بار مظاہرہ فرمایا۔ رکانہ، کلد اور عمرو بن عبدِ وَد آپؐ کے دور کے معروف پہلوان تھے۔ رکانہ نے آپؐ سے کُشتی کی تو آپؐ نے اسے پچھاڑ دیا۔(۲۴) دراصل رکانہ کو اپنے فن پہلوانی پہ بڑا ناز تھا۔ اُس نے حضورؐ کو کُشتی کرنے کی دعوت دی۔ آپؐ نے فرمایا کہ اس پر کیا شرط لگاتے ہو، وہ بولا اگر آپؐ مجھے پچھاڑ دیں تو میں آپؐ کو ایک بکری دوں گا۔ کُشتی ہوئی تو حضورؐ نے اسے پچھاڑ دیا اور آپؐ نے اس سے بکری وصول کر لی۔ آپؐ نے دوبارہ دریافت کیا کہ وہ دوبارہ کُشتی کرنے کو تیار ہے؟ اس نے کہا کہ وہ تیار ہے۔ دوبارہ کُشتی ہوئی، آپؐ نے اسے دوبارہ پچھاڑ دیا اور پھر ایک اور بکری وصول کر لی، اس نے کئی بار حضورؐ سے کُشتی کی اور ہر بار پچھاڑا گیا۔ اس نے کہا کہ مجھے سمجھ ہی نہیں آرہی کہ آپؐ مجھے کیسے پچھاڑ دیتے ہیں حالانکہ مجھے آج تک کوئی پچھاڑ نہیں سکا۔ حضورؐ کی غیر معمولی قوت اور کُشتی کے فن میں اس درجے کی مہارت سے رکانہ متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا اور مشرف بہ اسلام ہو گیا، بعد ازاں حضورؐ نے اس کی بکریاں واپس کر دیں۔(۲۵)

قاضی شوکانیؒ نے اس روایت سے استنباط کرتے ہوئے لکھاہے کہ کافر اور مسلم کے درمیان کُشتی جائز ہے مزید یہ کہ کسی بھی علم یا فن کے ارتقاء کی مشق کے لئے مسلمان اور کافر آپس میں مقابلہ بازی کر سکتے ہیں۔(۲۶)

کلد نامی پہلوان کو بھی اپنی طاقت اور فن پر بڑا فخر وغرور تھا، اس نے بھی کئی بار حضورؐ کو مقابلے کی دعوت دی اور ہر بار شکست سے دوچار ہوا۔ اس کا معاملہ رکانہ سے مختلف رہا کیونکہ اسے قبول اسلام کی سعادت حاصل نہ ہوئی۔ اس کے تکبر اور گھمنڈ کی کیفیت یہ تھی کہ جب سورۃ مدثر نازل ہوئی اور اس میں ذکر کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے جہنم کے داروغے صرف فرشتوں کو بنایا ہے اور یہ کہ داروغوں کی تعداد صرف کافروں کی آزمائش کے لئے مقرر کی گئی ہے، (۲۷)تو ابو جہل نے کفار کو مخاطب کرکے کہا کہ کیا تم میں سے ہر دس آدمیوں کا گروہ ایک ایک فرشتے کے لئے کافی نہیں ہے؟ اس مضحکہ خیز بیان پر کلد پہلوان نے تکبر کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ تم دو دو فرشتے سنبھال لینا، سترہ فرشتوں کے لئے میں اکیلا ہی کافی ہوں۔ (۲۸) کُشتی کے فن میں حضورؐ کی مہارت کا اندازہ کلد کے اس دعویٰ کے شرمناک انجام سے بخوبی کیا جا سکتا ہے کہ سترہ فرشتوں کو پچھاڑنے کا زعم رکھنے والا کئی مرتبہ حضورؐ سے پچھاڑا گیا۔ آپؐ نے اپنے اصحاب کو بھی اس فن کی بھرپور تربیت فراہم کی۔ اس کی ایک خوبصورت مثال جنگ خندق میں حضرت علیؓ کا معروف پہلوان عمرو بن عبدِ وَد کو پچھاڑنا ہے۔(۲۹)

رسول اللہؐ اور حضرت علیؓ کا اتباع کرتے ہوئے اس فن سے دلچسپی خاندانِ رسولؐ کے اہم افراد یعنی حسنؓ وحسینؓ میں بھی نظر آتی ہے۔ (۳۰)جنت کے ان دونوں شہزادوں نے نہ صرف یہ کہ علم وعرفان کے حصول میں کمال حاصل کیا بلکہ ہم نصابی سرگرمیوں میں بھی بھرپور شرکت کرکے اپنے آپ کو عملی میدان کے لئے تیار کیا۔

۶. تیراکی: اس سرگرمی کے کثیر الجہات فوائد ہیں، یہی وجہ ہے کہ مکہ ومدینہ اور اس کے مضافات میں سمندر، دریا اور نہر نہ ہونے کے باوجود رسول اللہؐ نے اپنے اصحاب کو اس فن کو سیکھنے کی ترغیب دی۔ رسول اللہؐ نے جن چار کھیلوں کو نسبتاً زیادہ پسند فرمایا ان میں تیراکی سیکھنا بھی شامل ہے۔ (۳۱)تیرنے میں ماہر ہونا بڑا مفید ہے۔ ہنگامی حالات میں یہ مہارت بعض اوقات حفاظت جان کا ایک موٴثر ذریعہ ہوسکتی ہے، خصوصاً سیلاب آنے کی صورت میں ایک ماہر تیراک بہت سے انسانوں کی جان بچا سکتا ہے۔ نشیبی

علاقوں میں عمومی طور پر ندی نالے اور تالاب وغیرہ ہوتے ہیں، ان میں لوگوں خصوصاً بچوں کے ڈوبنے کے واقعات بھی پیش آتے رہتے ہیں، ان حالات میں ماہر تیراک کی افادیت دوچند ہو جاتی ہے۔ تیراکی کا ایک اور فائدہ جہادی نوعیت کا بھی ہے، جنگی حالات میں ندی، نالے، تالاب اور دریا کو عبور کرنا کسی ماہر تیراک کا کام ہی ہو سکتا ہے، یاد رہے کہ جدید جنگی حکمتِ عملی میں سمندر کی ناکہ بندی کو دفاعی لحاظ سے بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اس پس منظر میں تیراکی تفریح طبع اور جسمانی ورزش کے ساتھ ساتھ دیگر سماجی اور دفاعی فوائد کا حامل ایک اہم فن بھی ہے، اسی لئے رسول اللہؐ نے فرمایا کہ مومن مرد کا بہترین کھیل تیراکی ہے اور مومن عورت کا بہترین کھیل سوت کاتنا ہے۔(۳۲)

عرب زمانہ قدیم سے ہی تیراکی کے فن سے آگاہ تھے۔ اُس شخص کو "الکامل" قرار دیا جاتا تھا جو تیر اندازی، تیراکی اور کتابت میں ماہر ہُوا کرتا تھا۔ حضرت ام سلمہؓ کا غلام "احمد" اور رسول اللہؐ کا غلام "سفینہ" بہت ماہر تیراک تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک غزوہ میں دوران سفر ایک نہر آگئی تو سفینہؓ نے بڑی دلیری سے تیراکی کر کے اس کو عبور کر لیا، اس پر حضورؐ بڑے مسرور ہوئے۔ دیگر بہت سے اصحاب رسولؐ کو بھی تیراکی کا بہت شغف تھا، عبد اللہ بن زبیرؓ کو اس فن میں بڑی شہرت حاصل تھی۔(۳۳)

7. برچھی چلانا: برچھی چلانا ایک مشکل اور حساس فن ہے جس میں غلطی کا امکان بھی بہت زیادہ ہے اور نقصان ہونے کا اندیشہ ہر لحظہ غالب رہتا ہے۔ عربوں کی جرأت و دلیری کا اظہار اس امر سے بھی ہوتا ہے کہ ان کے ہاں برچھیوں کے ساتھ کھیلنا عام تھا۔ حضورؐ نے بھی اس فن کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ ایک روایت میں ہے کہ عید کے دن مسجد نبوی میں حبشیوں نے برچھیوں کے ساتھ اپنے کھیل کا مظاہرہ کیا، دلچسپ امر یہ ہے کہ حضورؐ اور حضرت عائشہؓ دونوں اس مظاہرہ سے لطف اندوز ہوئے۔(۳۴) ایک اور روایت میں ہے کہ جب حضورؐ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو آپؐ کی آمد کی خوشی میں بھی برچھیوں کے ساتھ کھیل کا مظاہرہ کیا گیا۔(۳۵) قاضی شوکانیؒ نے لکھا ہے کہ اس کھیل کا مسجد میں انعقاد اس بات کو واضح کرتا ہے کہ اس کھیل کا مسلمانوں کی زندگی میں اہم مقام ہے۔ مسجد چونکہ مسلمانوں کی اجتماع گاہ بھی ہے اس لئے اس کھیل کا مظاہرہ مسجد میں کیا گیا تاکہ تمام مسلمان اس فن سے استفادہ کر سکیں۔(۳۶)

8. شکار کرنا: غذائی، معاشی، جسمانی اور ہم نصابی سرگرمی کی حیثیت سے شکار کا شغل اختیار کرنا نہایت مفید ہے۔ اسلام میں کسی ضرورت اور مقصد کے تحت شکار کرنا نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ اس کی ترغیب دی گئی ہے اور اس ضمن میں بہت سی روایات ذکر کی جاتی ہیں۔ اگر شکار کا مقصد صرف لہو ولعب ہو تو یہ عمل مکروہات میں شامل ہے۔ لوگوں پر ظلم ہو رہا ہو، براہ راست یا بالواسطہ اگر کسی کے مال اور زراعت کو نقصان پہنچ رہا ہو تو ایسا شکار حرام ہے۔ شکار کے احکامات کی تفصیلات ملاحظہ کرنے کے لئے کتب حدیث میں کتاب الصید والذبائح کے نام سے موجود روایات کا مطالعہ بہت مفید ہے۔

۳۔ سفارشات:

اسلام اور پاکستان کی نظریاتی اساس کے پس منظر میں جامعات میں ہم نصابی سرگرمیوں کو فروغ دینا عہد حاضر کی ایک علمی وفکری اور ذہنی وجسمانی ضرورت ہے۔ اس ضمن میں درج ذیل اصول واسالیب اختیار کرنے کی سفارش کی جاتی ہے۔

1. جامعات میں ہم نصابی سرگرمیوں کے بہترین انتظام وانصرام کے لئے ماحول کو عصری خصوصاً عالمی تقاضوں سے ہم آہنگ کیا جائے۔ اس ضمن میں اسوۂ رسولؐ کے اس پہلو کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ رسول اللہؐ نے اپنے عہد کی معروف جسمانی سرگرمیوں کو نہ صرف یہ کہ خود اختیار کیا بلکہ اپنے اصحاب کو بھی ان کی ترغیب دی۔

2. مختلف سرگرمیوں کے انعقاد کے حوالے سے کسی قسم کی تنگ نظری اور تعصب کو آڑے نہ آنے دیا جائے، پاکستان ایسے کثیر المذاہب اور کثیر الثقافت ملک میں رنگ، نسل اور مذہب کے امتیازات کو ختم کرتے ہوئے تمام پاکستانیوں کو شرکت کے یکساں مواقع فراہم کئے جائیں۔

3. تمام سرگرمیوں کو اسلامی تہذیب وثقافت کا آئینہ دار بنانے کے لئے ضروری ہے کہ اس ضمن میں اسوۂ رسولؐ سے آگاہی حاصل کی جائے اور اس ذوق وشوق کو فروغ دیا جائے جو رسول اللہؐ نے اپنے عہد کی مروجہ ہم نصابی سرگرمیوں کو اختیار کرنے میں اپنایا۔

4. ہم نصابی سرگرمیوں کے فروغ کے لئے قومی، صوبائی، ضلعی اور ادارہ جاتی سطح پر باوسائل ادارے تشکیل دیئے جائیں اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے ان کی کارکردگی کو منظر عام پر لایا جائے، اس ضمن میں اہل افراد کی تعیناتی کو یقینی بنایا جائے اور ان پر احتسابی نظر رکھی جائے۔

5. ہم نصابی سر گرمیوں کی تشکیل و تنظیم اوران کی مقصدیت و نتیجہ خیزی میں انتہائی اہم کر دار سر براہ ادارہ کا ہو تا ہے لہٰذا یہ بہت ضروری ہے کہ سر براہ ادارہ کو نہ صرف یہ کہ ان سر گرمیوں کی اہمیت سے آگاہ ہونا چاہئے بلکہ اسے ان سر گرمیوں کی انجام دہی کے لئے مناسب وکافی وسائل کے ساتھ ساتھ اختیارات بھی حاصل ہونے چاہیئں۔

6. پاکستانی جامعات کی اکثریت مخلوط نظام تعلیم کی حامل ہے،اس حقیقت کے علی الرغم ہم نصابی سر گرمیوں میں مر دوزن کی بیک وقت شر کت کی حوصلہ شکنی کی جائے اورالگ الگ سر گرمیاں اختیار کرنے کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

7. کھیلوں کے مختلف عالمی مقابلوں میں شرکت کے لئے جامعات کو خصوصی بجٹ فراہم کیا جائے،اس بجٹ کو کسی اور مقصد کے لئے استعمال کرنے پر پابندی عائد کی جائے۔

8. جامعات میں سپورٹس سائنسز کے شعبہ جات میں تحقیق و تنقید کے ماحول کو پروان چڑھایا جائے تا کہ یہ ادارے عالمی معیار کے مطابق خدمات انجام دے سکیں۔

9. جامعات میں مختلف مضامین کی تدریس کو اس طرح ترتیب دیا جائے کہ ہم نصابی سر گرمیوں کے لئے مناسب وقت نکالا جاسکے، تا کہ یہ تاثر قائم نہ ہو سکے کہ یہ سر گرمیاں ادارے کی کار کر دگی اوراس کی روانی میں رکاوٹ کا باعث ہیں۔

10. ہم نصابی سر گرمیوں کو باو قار، مفید اور قومی مقاصد سے ہم آہنگ ہونا چاہئے، لہٰذا ان سر گرمیوں کی تنظیم وترتیب میں وقت کے ضیاع، فضول خرچی، جُوا اور میچ فکسنگ ایسے منفی رجحانات پر گہری نظر رکھی جائے اور ہر سطح پر ان کی حوصلہ شکنی کی جائے۔

۴۔ خلاصہء بحث:

تمام گزارشات کا حاصل یہ ہے کہ جامعات کو کثیر الجہات مقاصد کے حصول کے لئے محض نظریاتی محاذ پر ہی جدوجہد نہیں کرنا پڑتی بلکہ عملی وجسمانی تربیت کے میدان میں بھی تحرّک کا مظاہرہ کرنا ہو تا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان اداروں میں نصابی مضامین کی تدریس کے ساتھ ساتھ ہم نصابی سر گرمیوں کی تنظیم کا بھی خاطر خواہ اہتمام کیا جاتا ہے۔ یہاں یہ نظریاتی پہلو پیشِ نظر رہنا بہت ضروری ہے کہ اگر یہ سر گرمیاں مغربیتہذیب کے تناظر میں تشکیل پائیں گی تو ایسی شخصیت کو پروان چڑھائیں گی جو مغرب زدہ ہو گی۔ اس کے بر عکس اگر ان سر گرمیوں کی تشکیل میں اسلامی اصولوں کو ملحوظِ

خاطر رکھا جائے گا تو یقیناً ان کی بدولت اسلامی تہذیب و تمدُّن کو بقا و استحکام نصیب ہو گا۔ دینِ فطرت ہونے کی حیثیت سے اسلام نے ان سر گرمیوں کی نہ صرف یہ کہ اجازت دی ہے بلکہ ان کو فروغ دینے کے لئے رسول اللہ ﷺ کا قابل اتباع "اُسوہ" بھی پیش کیا ہے۔ ہم نصابی سر گرمیوں سے پیغمبرِ اسلامؐ کی غیر معمولی دلچسپی کے پیش نظر پاکستانی جامعات میں ایسا جامع و منظم پروگرام وضع کرنے کی ضرورت ہے جو کھیل، تفریح اور ورزش کے حوالے سے مسلمانوں کے شاندار ماضی کا عکاس ہو۔ نوجوان نسلکی اصلاح و ترقی پر مبنی اسی سماجی شعور کی تفہیم و تشریح اور مختلف طبقات میں اس کی ترسیل و ترویج کے لئے زیرِ نظر تحقیقی مضمون تحریر کیا گیا ہے۔

حوالہ جات وحواشی

1.V. K. Verma, "Eduacation and Sports Psychology", Educational Publishers and Distributors, 291, Bank Enclave, Laxmi Nagar, Dehli-110092, 2011, P:1-4

2.Balwant Singh, Dr, "Career in Sports", Khel Sahitya Kendra, 7/26, Ansari Road, Darya Ganj, New Delhi-110002, 2012, P:3-5

3.N. P. Sharma, Dr, "Sports Science", Khel Sahitya Kendra, 7/26, L. G. F,Ansari Road, Darya Ganj, New Delhi-2, 2008, P:1-13

4.David Tod, Joanne Thatcher and Rehman, "Sports Psychology", Palgrave Macmillan, U. K. 2010, P:1-12

5. الترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ (م ۲۷۹ھ)، جامع الترمذی، الناشر دار الغرب الاسلامی، بیروت، ۱۹۹۸ء، ج:۲، باب الزہد، حدیث:۲۳۰۴، ص:۱۲۶

6.Rachna Jain, "Play and Learn Gymnastics", Khel Sahitya Kendra, 7/26, Ansari Road, Darya Ganj, New Delhi-110002, 2012, P:3-5

7. یوسف ۱۲:۱۷

8. علی المتقی بن حسّام الدّین الہندی البرہان فوري، علاؤالدین، علامہ (م ۹۷۵ھ)، کنز العمال، منشورات مکتبہ التراث الاسلامی، حلب، الطبعۃ الاُولیٰ، ۱۹۷۷ء، ج:۱۵، ص:۲۱۱

9. ابو داؤد، سلیمان بن اشعث (م ۲۷۵ھ)، سنن ابی داؤد، دارالسلام للنشر والتوضیع، الریاض،۱۹۹۹ء، کتاب الجہاد، باب السبق علی الرجال، ج:۳، ص:۲۹
10. علی المتقی الہندی، کنز العمال، ج:۱۵، ص:۲۲۴
11. احمد بن حنبل، الامام (م ۲۴۱ھ)، مسند، دار الفکر، دار صادر، بیروت، احادیث ابن الاکوع، ج: ۴، ص:۵۳
12. بخاری، محمد بن اسماعیل (م ۲۵۶ھ)، الجامع الصحیح، دار نشر الکتب الاسلامیہ، لاہور، کتاب الجہاد والسیر، باب السبق بین الخیل، حدیث:۲۸۶۸، ج:۶، ص:۱۷
13. ابن سعد، محمد بن سعد (م ۲۳۰ھ) ، الطبقات الکبریٰ، مترجم: عبد اللہ عمادی، نفیس اکیڈمی، کراچی، ۱۹۸۳ء، ج:۲، ص:۲۳۰
14. محمد حمید اللہ، ڈاکٹر (م ۲۰۰۲ء) ، خطبات بہاولپور، ادارہ تحقیقات اسلامی، الجامعہ الاسلامیہ العالمیہ، اسلام آباد، ۱۹۸۸ء، پیرا گراف:۲۱۴، ص:۲۴۲
15. بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الجہاد والسیر، باب ناقۃ النبی، حدیث:۲۸۷۲، ج:۶، ص:۴۳
16. Keshav Singh Gurjar, Dr, "Economics in Sports", Khel Sahitya Kendra, 7/26, Ansari Road, Darya Ganj, New Delhi-110002, 2012, P:20-25
17. علی المتقی الہندی، کنز العمال، ج:۴، ص:۳۵۰
18. م۔ن، ج:۱۶، ص:۴۴۳
19. بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الجہاد والسیر، باب التحریض علی الرمیٰ، حدیث:۲۸۹۹، ج:۶، ص:۹۱
20. الانفال، ۸:۶۰
21. مسلم بن الحجاج ابوالحسن القشیری نیشاپوری (م ۲۶۱ھ)، صحیح مسلم، داراحیاء التراث العربی، بیروت، کتاب الامارہ، باب فضل الرمیٰ والحث علیہ، حدیث:۱۹۱۷، جزو:۳، ص:۱۵۲۲
22. م۔ن، کتاب الامارہ، باب فضل الرمیٰ والحث علیہ، حدیث:۱۹۹۹، ج:۳، ص:۱۵۲۲
23. Rachna Jain, "Play and Learn Gymnastics", P:37-38
24. ابو داؤد، سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی العمائم، ج:۴، ص:۹۵، حدیث:۴۰۷۱
25. م۔ن، کتاب المراسیل، باب فی فضل الجہاد، ص:۱۲۸، حدیث:۲۸۵
26. الشوکانی، محمد بن علی بن محمد، قاضی (م ۱۲۵۵ھ)، نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار فی احادیث سید الاخیار، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ج:۸، ص:۱۰۵

27. مدثر ۳۱:۷۴

28. صلاح الدین یوسف، تفسیری حواشی بر ترجمہ قرآن (سورہ مدثر) از مولانا محمد جوناگڑھی، شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس، مدینہ منورہ

29. شبلی نعمانی (م ۱۹۱۴ء)، سیرۃ النبیؐ، ج:۱، ص:۳۹۸، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور

30. الکتانی، عبدالحیؒ، الشیخ (م ۱۳۸۲ھ)، نظام حکومت نبویہ، ص: ۶۵۷، مترجم حافظ محمد ابراہیم فیضی، فرید بک سٹال، اردو بازار، لاہور، اکتوبر ۲۰۰۵ء

31. علی المتقی الہندی، کنز العمال، ج:۱۵، ص:۲۱۱

32. م-ن

33. التراتیب الاداریۃ، ج:۲، ص:۳۴۷، بحوالہ پروفیسر ڈاکٹر گجر خان غزل کاشمیری، آنحضرتؐ کی تعلیمی پالیسی، اقراء تدریب الاطفال ٹرسٹ، ساندہ خورد، لاہور، دسمبر ۲۰۰۶ء، ص:۱۷۹

34. بخاری، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، باب النسوۃ التی یھدین المراۃ الیٰ زوجھا، حدیث: ۵۱۶۲، ج:۹، ص:۲۵۵

35. ابوداؤد، سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی الغناء، ج:۴، ص:۴۳۴، حدیث:۴۹۱۵

36. الشوکانی، نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار فی احادیث سید الاخیار، ج:۸، ص:۱۰۶